حضورِ اقدسؐ اور آپؐ کی اُمّت

ختمِ نبوت — مقصدِ امّت — دین کا خلاصہ

یہ تقریر حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ نے ۳، ۴ صفر ۱۳۸۸ھ کی درمیانی شب کو احمد نگر ضلع گوجرانوالہ کے ایک اجتماع میں ارشاد فرمائی جس میں خاص طور سے مسئلہ ختمِ نبوت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

(ادارہ)

محترم بزرگو! دین کی خدمت اور دین کی تبلیغ کل امت کا فریضہ ہے۔ اس امت کی خوبی اور کمال یہی ہے جسے رب العزت نے اس آیت میں بیان فرمایا:

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر۔	تم ایک بہتر امت ہو اور لوگوں کی ہدایت کیلئے بھیجے گئے ہو تاکہ بھلائیوں کا حکم کرو اور برائیوں سے روکو۔

امت کا معنیٰ امت اس جماعت کا نام ہے جس کا کوئی مقصد ہو اور وہ مقصد سب کا مشترک اور ایک ہو پھر مقصد اگر اچھا ہوگا تو وہ امت بھی خیر اور بہتر ہوگی اور اگر مقصد حقیر ہو تو امت بھی ذلیل ہوگی اور جس جماعت کا کوئی مقصد نہ ہو یا ہر ایک کا الگ الگ اور اپنا اپنا نظریہ ہو وہ جماعت امت نہیں کہلاتی وہ انتشار ہے تو امت کے مفہوم میں اجتماع اور اتفاق فی المقصد موجود ہے لہذا دنیا کے اندر مسلمان جہاں بھی ہوں دنیا کے کسی گوشے، پہاڑوں جنگلوں اور دریاؤں میں ہوں سب کو خدا نے امت اور وہ بھی بہترین امت کے خطاب سے نوازا۔ تو امت کا لفظ چاہتا ہے کہ اس کا ایک مقصد ہو:

خیر امۃ ہونے کی وجہ خیر امۃ کا تقاضا ہے کہ وہ مقصد بھی سب مقاصد سے بہتر ہو اللہ تعالیٰ

نے کنتم امۃ کی بجائے کنتم خیر امۃ فرمایا ہے ۔ اب وہ مقصد کیا ہے ، کیا کھانا پینا ، مکان بنانا زمین میں اناج بونا ، ہل جوتنا ، کارخانے ، ایٹم بم ، جہاز اور ریل بنانا ، سائنسی ترقیات میں کمال اور انہماک اگرچہ یہ سب امور جائز ہیں ناجائز نہیں ۔ مگر یہ چیزیں مقصد نہیں ۔ مثلاً اکوڑہ خٹک سے میرا یہاں آپ حضرات سے ملنے کے لئے آنا ایک مقصد تھا ، راستہ میں بہت سی چیزیں سامنے آتی رہیں اور اس سے فائدہ بھی ملا مگر وہ مقصد نہیں تھیں ۔ اس لئے میں نے انہی کو اپنا مطمح نظر نہیں بنایا بلکہ مقصد تک پہنچ کر دم لیا تو کھانے پینے اور اس قسم کی دوسری چیزوں سے فائدہ اٹھاتے رہو مگر اسے مقصد نہ بناؤ اور اگر تم نے انہی چیزوں کو مقصد سمجھ لیا تو پھر تو امریکہ ، روس چین جاپان اور جرمنی بڑا کامیاب ہے اس لئے کہ اس مقصد ، دنیا کے جاہ و جلال میں ان کو زیادہ کامیابی حاصل ہے تو پھر وہ کیوں خیر امۃ نہ ٹھہرے اور اس خطاب کا شرف ہمیں کیوں حاصل ہوا ۔ ؟ تو معلوم ہوا کہ دنیا کا حصول ہمارا مقصد نہیں بلکہ جس مقصد کی وجہ سے ہم خیر امۃ کہلائے گئے ہیں وہ مقصد دین حق کا پہنچانا اور تبلیغ ہے جو انبیاء کا کام تھا پہلے زمانہ میں یہ کام ایک نبی کے بعد دوسرا نبی سنبھالتا رہا ۔ مگر جب ہمارے آقا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ٹھہرے اور ان کے بعد دوسرا نبی آ نہیں سکتا تو اس عظیم مقصد دین اور تبلیغ دین میں ان کی پوری امت ان کی نائب ٹھہری ۔ یاد رکھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تمام عالم کے لئے ہے ۔

وما ارسلناک الا کافۃ للناس	ہم نے آپ کو تمام دنیا کیلئے بشارت دینے والا
بشیراً و نذیراً ۔	اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ۔

نبوت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور ترقی کرتے کرتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہ انتہائی عروج پہ پہنچا یا گیا ۔

الیوم اکملت لکم دینکم	آج کے دن میں میں نے تمہارا دین کامل کر دیا اور
واتممت علیکم نعمتی	اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور پسند کیا تمہارے
ورضیت لکم الاسلام دیناً ۔	لئے اسلام کا دین ہونا ۔

اب تمام عالم کو تبلیغ بوجہ نیابت کے امت کے سپرد ہے ۔ ولیبلغ الشاھد الغائب ۔ اور چاہیئے کہ دیکھنے سننے والا اوروں تک پہنچا دے ۔

امت کا فریضہ ہے کہ حضور اقدس کا دین ان کا پیغام اسلام اور قرآن ساری دنیا کو پہنچا دے اس لئے خداوند تعالیٰ نے خیر امۃ ہونے کی وجہ اخرجت للناس بتلائی کہ تم تمام عالم کے فائدے

کیلئے رہنما ہو۔ پیر ہو، استاد ہو۔ صرف پاکستان کے نہیں اور نہ صرف ہندوستان اور جاپان کے بلکہ للناس جہاں بھی کوئی آدمی ہو اور قیامت تک جتنے بھی آنے والے ہیں سب کے لئے بھیجے گئے ہو اور اس لئے تمہیں خیرامۃ کا اعزاز نہیں دیا گیا کہ تم بڑے مالدار ہو یا تمہارے پاس بڑی سے بڑی خلافت اور حکومت ہے بلکہ تأمرون بالمعروف و تنھون عن المنکر۔

تمہارا کام یہ ہے کہ جتنی بھلائیاں ہیں ان کا امر کرو۔ خدا نے، رسولؐ نے جن نیکیوں کو بیان فرمایا ہے، اسکو المعروف کہتے ہیں۔ ہماری خود ساختہ تجویز کردہ بھلائیاں مراد نہیں اس لئے آیت میں بمعروف نہیں کہا بلکہ الف لام کے ساتھ معروف کو ذکر کیا کہ تم دنیا کو ان ہی نیکیوں کا راستہ دکھاؤ گے جو رسول اللہ اور ان کے صحابہ نے بتلائیں۔؟ روس اور امریکہ اور یورپ والی نہیں اور تم لوگوں کو ان برائیوں سے روکو گے جن سے حضورؐ اور صحابہ نے روکا تھا۔ تو اب تمام امت کا مقصد اور فریضہ دین پہنچانا ہوا ——

تدریجی طور پر کمال تک پہنچانا خدا کی سنت ہے | ہمارے آقا سردار دو جہان رحمۃ للعالمین خاتم النبیین ہیں۔ اور تکوینی امور کی طرح تشریعیات میں بھی اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ وہ ہر کام اور ہر چیز کو آہستہ آہستہ تدریجاً ترقی اور کمال تک پہنچاتے ہیں۔ بچہ جب پیدا ہوا تو چھوٹا ہے، نہ کھانے پینے کے قابل ہے نہ چلنے پھرنے کے۔ سال دو سال بعد اٹھنے اور چلنے پھرنے کے قابل ہوتا ہے۔ تو پھر اس کے بعد کھیل کود اور سکول پڑھنے کے قابل ہوا۔ پھر کہیں جوان اور مضبوط ہو کر کمال تک پہنچا۔ یہ اناج کی فصل جسے تم آج کل کاٹتے ہو۔ تقریباً چھ ماہ میں کمال تک پہنچی۔ درختوں کو تکمیل میں برسہا برس لگ جاتے ہیں۔ خداوند کریم اگر چاہتا تو ایک پل اور لحظہ میں یہ سب کچھ کر سکتا۔۔ مگر شان ربوبیت کے تقاضے پر تدریجاً کمال تک پہنچاتے ہیں۔ اسی طرح نبوۃ کا سلسلہ بتدریج ترقی کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم جو سب سے پہلے انسان تھے ابوالبشر تھے۔ ان ہی کو پیغمبر بنایا۔

روحانی اور جسمانی ضروریات کا انتظام | اللہ تعالیٰ کی رحمتیں کتنی وسیع اور عجیب و غریب ہیں کہ انسانی حاجتیں چاہے روحانی تھیں یا جسمانی، پہلے ہی سے پوری فرما دیں۔ کبھی کبھی ان پر غور فرما لیا کریں۔ انسان کی جسمانی حاجات و ضروریات پر غور کریں۔ جسمانی زندگی کیلئے ہوا کی ضرورت ہے تو انسان کی پیدائش سے پہلے ہوا پیدا کی۔ زمین پر چلنے پھرنے کے لئے زمین پیدا فرما دی۔ ماں باپ جیسے مشفق و مہربان آپ کو دئے جن کے سینہ میں محبت بھرا دل ہے۔ اور پھر ماں کے سینہ سے

پلنے پھولنے کا انتظام فرمایا۔ پیدا ہونے سے ہزاروں سال قبل ہمارے آرام و راحت کے لئے ضروریات زندگی مہیا فرمائیں۔ چار پانچ مہینے ماں کے پیٹ میں ہر انسان زندہ رہتا ہے۔ اس وقت جسمانی حالت بڑی لطیف اور نازک ہوتی ہے۔ حمل کے ایام میں گرمی کا تحمل کر سکتا ہے نہ سردی کا۔ مگر وہاں گرمی اور سردی سے بچنے کیلئے سارے انتظامات فرما دئے کہ ہمیں کسی قسم کی تکلیف کا احساس تک نہ رہا۔ پھر ڈھائی برس کیلئے خدا نے اس خون کو جو بطن مادر میں بچے کی خوراک تھا، دودھ بنا دیا۔ اور ماں کے سینے میں چشمے بنا دئے۔ جس وقت وہ خون تھا تو بچے کے پیٹ میں ناک کان اور منہ کے ذریعہ نہیں بلکہ ناف کے ذریعہ پہنچتا رہا۔ کہ خون کی آلائش سے یہ ملوث نہ ہو پھر اسے ایسا دودھ بنا دیا جو نہ گرم ہے نہ سرد نہ بہت میٹھا ہے اور نہ خالص نمکین اور نہ بہت گاڑھا ہے۔ اور نہ بہت نرم بلکہ ہر لحاظ سے اعتدال پر ہے ہمارے لئے روشنی کی ضرورت تھی تو اس مہربان اللہ نے ہماری یہ ضرورت پوری کی۔ بجلی، چاند، سورج، تارے پہلے سے پیدا کئے کہ اندھیرے میں ٹکریں نہ ماریں۔ اسی طرح باطنی روشنی اور روحانی ضروریات کیلئے بنی نوع کے پہلے ہی فرد (حضرت آدمؑ) کو پیغمبر بھی بنا دیا کہ کسی کو یہ کہنے کا حق نہ ہو کہ کسی دور میں خدا نے رہنمائی کا سامان پیدا نہیں کیا تھا۔ پھر چونکہ ابتداء میں رسل و رسائل اور تمدن کا اتنا سامان نہ تھا کہ ساری دنیا اور سارے ملک کو ایک پیغام اور دعوت پہنچائی جا سکے۔ اس لئے انبیاء بھی اس زمانہ میں ہر علاقہ ملک اور گاؤں کیلئے الگ الگ بھیجے جاتے تھے۔ پشاور والوں کو یہاں کی خبر نہ تھی اور یہاں کی خبر کراچی والوں کو نہ تھی۔

آخری دور میں پورا عالم ایک گھرانہ ہوگا

مگر اللہ کے علم میں تھا کہ ایک ایسا دور آنے والا ہے کہ پورا عالم ایک گھرانہ ہو جائے گا جیسا کہ آجکل امریکہ جاپان لندن، فرانس سپین اور انڈونیشیا مراکش اور انڈیا سب ایک گھر کے مختلف حصے بن چکے ہیں۔ بلکہ گھر سے بھی کم مسافت ہے کہ گھر کے ایک کمرے کی بات دوسرے گوشے میں نہیں سنی جا سکتی۔ مگر امریکہ کی بات ہم گھر بیٹھے ریڈیو، وائرلیس اور ٹیلیفون کے ذریعہ سن سکتے ہیں۔ امریکہ کی حالت ٹیلی ویژن سے دیکھ سکتے ہیں۔ میرے سامنے یہ لاؤڈ سپیکر ہے میری آواز قصبہ کے دوسرے سرے تک پہنچ رہی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا غیبی نظام ہے۔ اور جب ایک شخص کی بات سب تک پہنچے تو دوسروں کو بولنے کی ضرورت نہیں، ورنہ شور و غل بن جائے گا۔ تو جب اللہ نے دنیا کو اسطرح ملانا چاہا وسائل اسباب اور ذرائع سب خدا کو معلوم تھے اور اسلام کے ساتھ ان ترقیات کا آغاز ہو گیا تو اس لئے نبوت کی تکمیل بھی حضورؐ پر

فرمادی گئی کہ جب دور سے آبادی جنگل دریا اور پہاڑوں میں یہ آواز پہنچ سکے گی۔ تو اوروں کو بولنے اور شور وغل کرنے کا کیا حق ہوگا۔ بلا مقصد اور بلا ضرورت کام حکمت خداوندی کے منافی ہے۔

علوم کی تکمیل رفتہ رفتہ ہوئی | وہ دور انسان کی طفولیت اور بچپن کا تھا۔ اور قاعدہ ہے کہ بچہ جب سکول میں داخل ہوتا ہے۔ تو استاد اسے الف با تا پڑھاتا ہے اور اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، رہنے سہنے کے طور طریقے سکھاتا ہے۔ اس کا دماغ علوم و معارف اور باریک مضامین کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ پھر مڈل میں کچھ مضامین بڑھا دئے جاتے ہیں۔ ہائی سکول اور کالجوں میں اس سے بھی زیادہ بغرض عقلی و دماغی قوت میں ترقی ہوتی ہے۔ اتنا ہی مضامین میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ ساری تعلیم تکمیل تک پہنچ جاتی ہے۔ بچے کو دماغی قابلیت کے مطابق تعلیم دی جاتی ہے جس درجہ کا طالب علم ہوتا ہے۔ اس درجہ کے مطابق استاد و معلم بھی ہوتا ہے۔ درجہ تخصص، ایم۔اے اور پی۔ایچ۔ ڈی پڑھانے کیلئے استاد بھی ہر لحاظ سے کامل اور مکمل اور جامع علوم منتخب کیا جاتا ہے۔ اسطرح انسان کی روحانی تربیت کے لئے اوّلاً ہر علاقہ کے لئے الگ الگ استاد کی ضرورت تھی کیونکہ ایک علاقہ کے بسنے والے دوسرے ملک سے منقطع تھے تو اس وقت کے پیغمبروں نے اس قوم کی دماغی قابلیت کے مطابق ضروریاتِ زندگی کی تعلیم دی اور اشیاء کے اسماء اور ان کے خواص کی تعلیم دی کہ انسان اس دنیا کو بسا سکے، رہنے سہنے کے آداب سیکھ سکے۔ وعلم آدم الاسماء کلہا۔ اور اللہ نے حضرت آدم کو تمام چیزوں کے نام بتلائے حضرت ادریس اور شعیب علیہ السلام نے خط وکتابت سکھلائی، بعض نے زراعت، پوشاک اور رہائش کے طریقے سکھلائے۔ جو زمانہ طفولیت انسان کے مناسب علوم تھے۔ تاکہ آئندہ زندگی اچھی گزارے۔ نوح کے وقت سے تشریعی علوم کا آغاز ہوا۔

عالم انسانیت کی تدریجی ترقی | حضرت نوحؑ کے زمانہ تک عالم انسانیت کا دورِ طفولیت تھا تو اس دور کے مناسب پیغمبر آئے اور اس دور کے مناسب علوم سکھلائے گئے حضرت نوح کا دور انسانیت کے شباب کا زمانہ تھا۔ اور شباب کا دور حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ تک رہا۔ اور حضرت ابراہیمؑ کے وقت سے شیخوخت کا دور شروع ہوا۔ تو جیسے طرح آدمی پر ادوار مختلفہ آتے ہیں۔ اوّل دورِ طفولیت پھر شباب، پھر عقل کی پختگی کا زمانہ کہولت۔ پھر شیخوخت۔ اسطرح حضرت آدمؑ سے حضرت نوح تک عالم اکبر اور انسانیت نابالغ تھی تو انسان کو رہنے سہنے اور تمدن کے آداب سکھائے توحید، خدا کی عظمت، دینداری کی تعلیم دی، خط وکتابت اور

تعلیم و تعلّم کے طریقے سکھلائے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے حضرت نوح کے زمانہ تک عذاب نہیں آیا۔ کیونکہ بچہ کی غلطی سے درگذر ہوتی ہے جب آدمی جوان ہو کر سرکشی اور نافرمانی کرے تو اسے تھپڑ مارا جاتا ہے، سزا دی جاتی ہے۔ مار پیٹ، جیل وغیرہ سے بھی ٹھیک نہ ہو تو تختہ دار پر لٹکا دیا جاتا ہے۔ اور جوان شریر بھی بہت ہوتا ہے، بات نہیں سنتا، تکبر سے بھرا ہوتا ہے۔

خدا کے پیغمبر حضرت نوح نے ساڑھے نو سو برس تک ان کو تبلیغ کی اور روایات کے مطابق زیادہ سے زیادہ تعداد ساٹھ ستر افراد کی ہے جو مسلمان ہوئے اور کم از کم تعداد دس بارہ کی منقول ہے۔ جہاں آپ تشریف لے گئے۔ لوگوں نے ڈانٹا کہ آپ ہمیں تنگ کرتے ہیں مجلسوں میں ہمیں رسوا کرتا ہے۔ حضرت نوح نے سوچا کہ رات کو تبلیغ کے لئے آؤں گا۔ تاکہ تم رسوا نہ ہو مگر جب وہ رات کو آتے تو واستغشوا ثیابھم۔ لحاف اوڑھ لیتے کہ ہم نیند میں ہیں خواب سے نہ جگائیں —— حضرت نوح کی زبانی خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے:

رب انی دعوت قومی لیلاً	اے رب میں نے دن میں بھی اور رات میں
ونہارا فلم یزدھم دعائی	بھی اکیلے بھی اور مجلس میں ان کو نصیحت کی
الا فرارا —— ثم انی اعلنت	مگر انہوں نے سوائے فرار کے کوئی دوسرا
لھم واسررت لھم اسرارا	کام نہ کیا جتنی میں نے دعوت میں اضافہ
فقلت استغفروا ربکم	کیا اتنا ہی انہوں نے گریز کیا۔
انہ کان غفارا۔	....

ان لوگوں کی جوانی کا دور تھا شرارت حد سے بڑھ گئی تھی تو آپ نے دعا کی کہ اے رب اب اس قوم کو سزا دے۔ خدا طوفان لایا یہاں تک کہ کوہ ہمالیہ پر بھی چالیس چالیس ہاتھ پانی چڑھ گیا —— پھر عاد و ثمود کے عہد میں قوت شباب میں اور بھی اضافہ ہوا بڑے بڑے جسموں اور ڈھانچوں والے لوگ تھے، سرکش بھی حد سے بڑھ کر تھے کسی پر زلزلہ آیا کسی پر سخت طوفان آئے مگر جوانی اور شرارت کی وجہ سے گویا انہوں نے قسم کھائی تھی۔ کہ ہم ماننے والے نہیں —— اب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا دور شروع ہوا جو کہولت ہے۔ جیسا کہ چالیس سال کی عمر میں آدمی کا تجربہ اور عقل کامل ہو جاتی ہے، ایسا ہی سیدنا ابراہیم کے عہد سے انسانیت کی تاریخ میں علوم و معارف کا دور شروع ہوا، یہاں تک کہ حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد میں یہ عالم اکبر پورے کمال تک

پہنچا عقل بالکل پختہ ہوگئی۔ علوم وکمالات میں انسانیت نقطۂ عروج پر پہنچی۔ تاریخ شاہد ہے کہ اس امت جیسی باکمال دنیا میں کوئی نہیں گذری۔ دوسری طرف خدا نے سارے عالم کو وسائل اور اسباب کے ذریعہ ملا دیا۔

حضورؐ کی علوم میں جامعیت | ہر قسم کے علوم انتہا کو پہنچنے تھے تو خدا نے خاتم الانبیاءؐ کو بھیج دیا جن کا ارشاد ہے کہ اوتیت علم الاولین والآخرین۔ مجھے تمام اولین وآخرین کا علم دیا گیا ہے۔ تمام انبیاء کے کمالات اور علوم آپ میں جمع کر دئے گئے ہیں ؎

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری آنکہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حضورؐ کے علمی کمالات اگر آپ معلوم کرنا چاہیں تو قرآن مجید اور حدیث کا مطالعہ کریں، آپ کو اندازہ لگ سکے گا چودہ سو سال سے امت ایک ایک آیت سے علوم و معارف کا استنباط کر رہی ہے مگر ختم ہونے کو نہیں۔ لاتنقضی عجائبہ اس کے عجائبات ختم نہیں ہوتے۔ نہ مخلوق کسی آیت کا جواب اور نمونہ پیش کر سکی۔ چھوٹی سی سورت انا اعطیناک الکوثر۔ کا جواب بھی کسی سے نہ بن سکا۔ دنیا کے تمام فلاسفر اور دین پر ریسرچ کرنے والے جمع ہو کر بھی حضورؐ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی ایک حدیث جیسا مضمون اور اس جیسے الفاظ پیش نہیں کر سکتے۔ قرآن کریم تو اللہ کا کلام ہے۔ غرض روحانی ہدایت کیلئے خدا نے جو روشنی پیدا فرمائی وہ پہلے چراغ اور موم بتی کی صورت میں تھی پھر لالٹین اور بجلی کے بلب کی طرح بڑھ گئی پھر اور ترقی ہوئی تو ستاروں کی مانند ہوئی پھر چاند کیطرح اور جسطرح مادی روشنیوں کی انتہا سورج پر ہوئی اس طرح حضور اقدسؐ کی مثال روحانی ہدایت کیلئے سورج کی مانند ہے جس کے ہوتے ہوئے کسی دوسری روشنی کی ضرورت نہ رہی۔ ہر چیز کی ابتداء بھی ہوتی ہے اور اس کا کمال اور انتہا بھی تو جیسا سورج کو روشنیوں کا خاتم بنا دیا اسی طرح حضورؐ کی مثال ہے۔ اگر سورج چڑھے ہوئے کوئی شخص چراغ ہاتھ میں لے کر کسی چیز کو ڈھونڈھتا ہے تو آپ اسے پاگل اور بیوقوف کہتے ہیں۔ اسی طرح حضورؐ کے بعد اگر ایک شخص ظلی اور بروزی نبوت کی لالٹین ہاتھ میں لئے پھرے تو وہ شخص بڑا بیوقوف ہے ـــــ اگلی امتوں میں نبوت کا سلسلہ جاری رہا کیونکہ ادیان اور مذاہب تحریف اور تغیر و تبدل کی وجہ سے مٹ گئے اور چونکہ اللہ کو ایسا ہی منظور تھا اس لئے تبدل و تحریف سے ان مذاہب کی حفاظت بھی نہ ہوئی اور ہر پیغمبر کے بعد خدا دوسرا نبی بھیجتا رہا مگر جب اسلام کو قیامت تک رکھنا منظور تھا تو کمی بیشی اور تحریف

سے بھی خدا نے اسے محفوظ فرمایا: انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون - ہم نے قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اسکی حفاظت کرتے ہیں۔ اور دین کی تکمیل فرماکر اعلان فرمایا: الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ میں نے آج کے دن دین مکمل کر دیا اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور اب تمہارے لئے قیامت تک میں دین اسلام ہی کو منتخب کرتا ہوں۔

عقیدہ، اخلاق، عمل کے لحاظ سے سب قسم کی نعمتیں خدا نے حضورؐ کے ذریعہ مکمل فرما دیں اور اسلام کا پسندیدہ دین ہونا قیامت تک کیلئے بنا دیا اب اگر کوئی شخص حضورؐ ہی کو نبی مانے اور اسلام کو دین حق سمجھتا ہو مگر آپ کے بعد کسی اور نبی کو بھی مانے تو وہ اپنے آپ کو نہ مسلمان کہہ سکتا ہے۔ نہ اپنے دین کو دین اسلام۔

کسی اور کو نبی مان کر مسلمان نہیں کہلا سکتا | آپؐ سے قبل جب کبھی ایک نبی گذرا اور دوسرا آیا تو جس شخص نے دوسرے نبی کو مانا تو اس کا نام اور مذہب بھی بدلا۔ جیسے ملت ابراہیمی کے پیرو کا نام حنیفی تھا۔ مگر جب قوم حضرت موسیٰ پر ایمان لائی تو اس کا نام یہودی ہوا۔ پھر حضرت عیسیٰ کے اوپر ایمان لانے والوں کا نام یہودی نہ رہا بلکہ عیسائی اور نصرانی ہو گیا۔ غرض پیغمبر کے بدل جانے سے قوم کا مذہب اور نام دونوں بدل جاتے ہیں تو حضور اقدسؐ کے بعد کسی دوسرے شخص کو نبی ماننے اور اس پر ایمان لانے کے بعد ان کا نام اور مذہب بھی بدل جائے گا۔ وہ لوگ نہ مسلم کہلائیں گے نہ ان کا مذہب اسلام ہوگا بلکہ وہ غیر مسلم اور کسی دوسرے شخص کو منسوب ہوں گے۔

جب قیامت تک خدا کو صرف اسلام کا دین ہونا ہی منظور ہے تو کسی دوسرے نبیؐ کا سوال ہی پیدا نہ ہوگا۔ حضورؐ آفتاب نبوتؐ ہیں پھر آفتاب کی موجودگی میں ستارے بھی نظر نہیں آ سکتے تو چراغ اور شمع جلانے کی حماقت کیوں کی جا سکے گی اور جب پہلا دین مکمل اور اصل شکل میں موجود ہے جیسا کہ قرآن وحدیث اور حضورؐ کا دین محفوظ ہے تو نیا نبی کیوں آئے۔ اگر وہ نئی بات بتلا رہا ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ پہلا دین نامکمل ہے تو الیوم اکملت لکم کے خلاف ہوا اور اگر پرانی بات بتلائے تو وہ پیغمبر کیسے رہا؟ آج چودہ سو سال گزرنے پر بھی قرآن اول سے آخر تک ایک ایک حرف موجود ہے۔ احادیث اور اس کے مضامین، مسائل واحکام جس کا نام فقہ ہے مکمل محفوظ ہیں تو جب دین مکمل، پیغمبر تمام انبیاء کا سردار، اور دین کی حفاظت کا قیامت تک وعدہ ہو چکا ہو تو اب دوسرے شخص کو نبوت کا دعوٰی کر کے دخل در معقولات کر دینے کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت سیدنا ابوبکرؓ پیغمبر نہ بنے، حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ نہ بنے، حضرت

علی اور حضرت حسینؓ و حسنؓ نہ بن سکے۔ امام بخاریؒ، امام ابو حنیفہؒ نبی نہ ہو سکے۔ اور آج تک خدا نے دین کی حفاظت حضورؐ کے ان غلاموں سے کروائی تو آج خدا کو ایسی کونسی ضرورت پیش آئی کہ نیا نبی مبعوث فرمادے۔ یہ شرف تو قیامت تک حضورؐ کی غلام امت ہی کو بخشا گیا۔ کہ حضورؐ کی دعوت کی حفاظت و اشاعت میں لگی رہے گی اور یہ خوشخبری سنائی کہ لا تجتمع امتی علی الضلالۃ۔ میری امت سب کی سب گمراہی پر جمع نہ ہو گی اور فرمایا لا تزال طائفۃ من امتی قائمۃ علی الحق لا یضرھم من خالفھم۔ میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی اور مخالفت کرنے والے اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ غرض تبلیغ دین اور دعوت الی الحق پر یہ امت قیامت تک قائم رہے گی۔ تو بروزی اور ظلی نبی کی ضرورت کیا ہے کہ پرانی باتوں کی اشاعت نبی کہلا کر کرے ان باتوں کی اشاعت کیلئے کروڑوں امتی اس کام پر لگے ہوئے ہیں۔

امت پر حضورؐ کے احسانات امت کے ساتھ حضور اقدسؐ کی شفقت وعنایت کس قدر ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جب قیامت کے دن مجھے مقام محمود پر سرفراز کر دیا جائے گا تو اس عزت کے مقام پر نہ بیٹھوں گا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے اکیلا جنت میں داخل کر دیں بلکہ میں مقام محمود پر ہاتھ رکھ کر اللہ کے سامنے ادباً کھڑا ہو کر ________ عرض کروں گا کہ اس مقام پر بیٹھ کر ایسا نہ ہو کہ میرا کوئی امتی جہنم میں چلا جائے اور مجھے خبر نہ ہو چونکہ خداوند تعالیٰ نے دنیا میں ولسوف یعطیک ربک فترضی سے آپ کو راضی رکھنے کی بشارت فرما دی ہے تو اللہ تعالیٰ انہیں ضرور راضی فرمادیں گے۔ حضور کے علم میں تھا کہ میرے بعد قسم قسم کے فتنے پیدا ہوں گے۔ آخر میں دجال کا فتنہ ہو گا جو بارشوں کو برسائے گا، مردوں کو اپنے طلسم سے زندہ کرے گا۔ دنیا کی عیاشی کی سب چیزیں اس کے ساتھ ہوں گی تنخواہ، روٹی، عہدہ سب کچھ اس کے پاس ہو گا۔ یہاں تک کہ قبروں سے لوگوں کے خویش و اقارب (جو دراصل شیاطین ہوں گے) کو زندہ کروا کر اٹھوائے گا۔ ایسے ایسے فتنوں کا سامنا اس امت کو کرنا تھا تو حضورؐ نے عرفہ کے موقع پر رو رو کر امت کیلئے دعائیں کیں۔ اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حقوق بخش دینے کا اعلان فرما دیا مگر حقوق العباد معاف کرنے کا اعلان نہ ہوا۔ پھر رات کو مزدلفہ میں روتے رہے۔ تو خدا نے اصحاب حقوق بخشوانے کی صورتیں بھی وہاں بتلا دیں کہ صاحب حق کو راضی کروا کر اس سے معافی دلا دی جائے گی، تو حضورؐ کے کس قدر احسانات ہیں امت پر۔ سب سے پہلے قیامت کے دن حضورؐ قبر مبارک سے اٹھیں گے سب سے پہلے پل صراط سے گذریں گے۔ سب سے پہلے جنت کا دروازہ ان کے لئے کھولا جائیگا۔

تو حضورؐ کی امت بھی دیگر امتوں سے پہلے ان کے ساتھ ہوگی کہ جہاں آقا ہو وہاں غلام اور خادم بھی ہوتا ہے۔ تو کیا ایسے محسن کے ہوتے ہوئے اس سے اپنا رشتہ توڑ کر کسی اور کے پیچھے چلنا عقلمندی اور احسان شناسی ہے۔

ان احسانات کا تقاضا کیا ہے۔ آپؐ کے ان احسانات کا تقاضا ہے کہ ہم نہ صرف حضورؐ کے دین پر قائم رہیں بلکہ قیامت تک ساری دنیا تک اسے پہنچاتے رہیں۔ کہ ساری مخلوق حضورؐ کے ان احسانات سے فیض یاب ہو جائے اور حضورؐ کے اس پیغام کو اوروں تک پہنچانا اتنا بڑا کام ہے کہ کوئی دوسری عبادت اس کے برابر نہیں ہو سکتی۔

حضرت علی اسد اللہ ہیں جھنڈا ہاتھ میں لئے خیبر کو جا رہے ہیں، حضورؐ کو دیکھ کر فرمایا یا رسول اللہ میرا ارادہ ہے کہ کسی یہودی کو قتل کئے بغیر نہ چھوڑوں گا۔ اور جہاد میں قتل کفار ہے ہی ثواب۔ مگر حضورؐ نے فرمایا کہ پہلے ان کو اسلام کی دعوت دو۔ قولوا لا الٰہ الا اللہ ۔ اگر ان میں سے کسی نے کلمہ پڑھ لیا تو وہ ہمارے ساتھ سب حقوق میں برابر ہے۔ کلمہ پڑھنے کے بعد کوئی نسلی، قومی، لسانی امتیاز اور ذات پات اونچ نیچ تو اسلام میں ہے نہیں۔ کلکم بنو آدم وآدم من تراب۔ تم سب حضرت آدم کی اولاد ہو اور وہ مٹی سے پیدا کئے گئے، آج امریکہ مساوات کا دعویدار ہے۔ مگر دعووں کے باوجود سیاہ فام لیڈر لوتھر کے قتل کے بعد کے حالات دیکھئے۔ یہ حقیقی مساوات تو صرف اسلام میں ہے۔ تو حضورؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا اگر ایک شخص بھی تمہاری وجہ سے مسلمان ہوا تو یہ اتنی بڑی نعمت ہے کہ اس کے مقابلہ میں قیمتی سرخ اونٹوں سے بھری ہوئی ساری زمین بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

صحابہؓ کی عزت کریں سید الشہداء حضرت حمزہؓ کے قاتل ہیں وحشی ہیں اب ہم رضی اللہ عنہ کہیں گے۔ صحابہؓ سے محبت لازم ہے۔ جب اللہ سے ہمیں محبت ہے تو اس کے محبوب نبی کریم سے بھی ہوگی۔ اور جب محبوبؐ سے محبت ہوگی تو اس کے صحابہؓ سے بھی ہوگی۔ اگر تمہیں کسی سے محبت کا دعویٰ ہے۔ مگر اسکی اولاد اور عزیزوں سے نفرت ہے تو یہ محبت کبھی سچی محبت نہ ہوگی اور نہ وہ محبوب آپ کو سچا سمجھے گا۔ اسی طرح صحابہؓ نے حضورؐ پر مال و جان اور وطن سب کچھ نثار کر دیا۔ آپؐ کے پسینہ گرنے کی جگہ اپنا خون گرایا اور جیسا کہ حضرت ابو سفیانؓ نے فرمایا کہ کسی بڑے سے بڑے بادشاہ اور حاکم سے اپنے چھوٹے کی اتنی رعایت و عزت نہیں ہوتی کہ حضورؐ کے ساتھ ان کے صحابہؓ کو تھی۔ تو حضورؐ کے ساتھ محبت کا لازمی تقاضا ہے کہ تمام

صحابہؓ سے بھی محبت ہو۔ اگر صحابہؓ سے محبت نہیں تو حضورؐ سے ہرگز محبت نہ ہوگی۔ اللّٰہ اللّٰہ فی اصحابی لا تتخذوھم من بعدی غرضا۔ میرے صحابہؓ کو میرے بعد اپنا نشانہ نہ بنانا۔

تو وحشی حضورؐ کے عم محترم کا قاتل ہے۔ مگر جب وہ اسلام لانے کے لئے آپ کی مجلس میں آیا تو صحابہؓ چونک پڑے اور چاہتے تھے کہ اسے قتل کردیں مگر حضورؐ کی مجلس کے ادب و احترام مانع تھے۔ تو حضورؐ نے فرمایا کہ میرے نزدیک کسی ایک شخص کا کلمہ پڑھ لینا اس سے زیادہ ثواب رکھتا ہے کہ روئے زمین کافروں سے بھر جائے اور ان کو تم لوگ قتل کردو تو کسی ایک شخص کو مسلمان بنانے کا اجر تمام کافروں کو قتل کرنے سے بھی زیادہ ہے۔

الغرض جب خدا نے ہمیں حضورؐ کی امت میں پیدا کیا تو ہمیں اس نعمت کی قدر کرنی چاہئے۔ دیکھو کافروں کو خدا مہلت دیتا ہے۔ ان کے لئے صرف دنیا ہے۔ آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔ انگریز کو خدا نے ہمارے اوپر دوسو برس حکومت کرنے کا موقع دیا مگر لا الہ کا اقرار کرتے ہوئے بھی اس نعمت کی قدر نہ ہو تو ایسی قوم پر دنیاوی عذاب بھی جلد آجاتا ہے۔ اس کے لئے کوئی مہلت اور چھٹکارا نہیں فان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم[1]۔ اس نعمت کی بیقدری مت کرو ورنہ کسی اور کو کھڑا کر دے گا جو تم جیسا نہیں ہوگا۔

دین کا خلاصہ | اس دین کا خلاصہ تین چیزیں ہیں :-

۱۔ ایک تو یہ کہ دل کو پاک رکھا جائے۔ یعنی عقیدہ صحیح ہو کہ اللّٰہ واحد لاشریک ہے، عالم ہے۔ قدرت رکھنے والا ہے۔ اس نے ہمیں وجود دیا، رزق اور عزت سب کچھ اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اور تمام تکالیف بھی اللّٰہ ہی جب چاہے پہنچاتا ہے۔ کسی اور کے ہاتھ میں نہ نفع ہے۔ نہ ضرر۔

۲۔ حضور اقدسؐ خدا کے آخری نبی ہیں تمام مخلوقات میں سے افضل اور کامل و مکمل۔ سب سے پہلے خدا نے انہی کو نبوت دی۔ عالم میثاق میں سب سے پہلے انہی کو یہ شرف بخشا گیا۔ کنت نبیا وآدم بین الماء والطین[2] اور عالم ظہور میں انہیں سب سے آخر میں مبعوث فرمایا اور حضورؐ کے اوپر نبوت کی تکمیل ہو چکی ہے۔

۳۔ اپنے خلق و اخلاق کو ٹھیک کر دیا جائے مثلاً ہمارے اندر حسد، حرص اور تکبر ہے۔

---

[1] اگر تم نے روگردانی کی تو خدا دوسری قوم کو کھڑا کر دیگا جو تمہاری مانند نہ ہوگی۔

[2] میں اسی وقت نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے

جو بڑی برائیاں ہیں۔

حرص سے احتراز | اسلام ہمیں حرص و لالچ سے روکتا ہے۔ اور حرص و لالچ سے کوئی فائدہ بھی نہیں اس لئے کہ جب بچے میں روح پھونکی جاتی ہے۔ تو حدیث میں ہے کہ فرشتے پوچھتے ہیں کہ اس کے بارہ میں کیا لکھیں۔ اشقیٌ ام سعید ؟ یہ بدبخت ہوگا یا سعادتمند۔ ؟ اسکی عمر اس کا رزق وغیرہ لکھ دیا جاتا ہے۔ تو اس وقت سے خدا نے قسمت میں جو کچھ تھا مقرر فرمادیا جسکی قسمت میں بھوک ہے وہ بھوکا رہے گا۔ خواہ وہ کروڑپتی کیوں نہ ہو جائے کتنے کروڑپتی ہیں کہ جنہیں جَو کے ستّو اور چند بسکٹ بھی کھانے کو نصیب نہیں ہوتے —— یہ منصوبہ بندی والے عموماً خدا کی نعمتوں سے محروم رہتے ہیں۔ اور کتنے غریب ہیں جنہیں خدا پیٹ بھر کر کھانا دیتا ہے۔ تو یہ قسمت کی بات ہے تو پھر حرص سے کیا فائدہ۔

بایزید بسطامیؒ کسی مسجد میں آئے امام کے پیچھے نماز پڑھی تو پوچھا کہ کھانا آپ کو کہاں سے ملتا ہے۔ امام نے کہا کہ کبھی کبھی کوئی مقتدی کھانا کھلا دیتا ہے۔ حضرت بایزید نے فرمایا کہ بھائی یہ نماز تو میں نے آپ کی اقتداء میں پڑھی مگر اب اسے لوٹاؤں گا کہ تمہیں اب تک اپنا رازق معلوم نہیں ہوا تو یہ نماز تیری اقتدا میں کیسے مقبول ہوگی۔ ؟

تو بھائیو! ہمارا رازق نہ امریکہ ہے نہ روس، نہ زمینداری اور ملازمت۔ ہاں یہ ذرائع اور وسائل ہیں اور اس کا ارتکاب کرتے رہو۔ مگر موثر حقیقی صرف خدا ہے۔ اس بات پر اپنا عقیدہ بناؤ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے وفات کے وقت اپنے تمام مال کو تقسیم کرنا چاہا کسی نے کہا کہ اپنے بیٹے کیلئے بھی کچھ چھوڑ دو فرمایا : من کان لہ اللّٰہ فلیس لہ حاجۃٌ الی عبد اللّٰہ۔ جس کا اللہ ہو تو اُسے عبداللہ کی ضرورت نہیں —— تو اس لالچ اور حرص نے دنیا کو تباہ کر دیا یہ کروڑوں کا سمگلنگ کرنے والے بھی اپنے آپ کو بھوکا سمجھتے ہیں۔

حسد | اسی طرح حسد کرو تو کیا خدا کی دی ہوئی نعمتوں پر کسی سے حسد کرنا خدا کی تقسیم پر ناراض ہونا نہیں۔؟ اور کیا یہ خدا پر اعتراض نہیں کہ اسے کیوں یہ نعمت دی اور مجھے محروم رکھا۔ ہاں اللہ سے اپنے لئے بھی اس نعمت کا تقاضا کر سکتے ہو۔ مگر دوسرے کیساتھ اس نعمت کے ہونے پر خفا کیوں ہوتے ہو۔ ابلیس نے حضرت آدم سے حسد کیا عمر بھر کی عبادت رائیگاں گئی اسے نسب اور سرشت پر غرور ہوا کہ میں آگ سے ہوں اور آدم مٹی سے ہے۔ تو بجائے حسد کے ایک دوسرے سے محبت، اتفاق اور اتحاد چاہیے۔

تکبر | اسی طرح تیسری برائی تکبر ہے۔ جس کا معنیٰ یہ ہے کہ ایک شخص اپنے آپ کو کسی معمولی انسان سے بھی بہتر سمجھے ہمارے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نے کسی کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ تم یہ تو کہہ سکتے ہو کہ مسلمان کافر سے اچھا ہے مگر یہ مت کہو کہ فلاں مسلمان اس کافر سے اچھا ہے۔ اس لئے کہ فی المآل خطرہ ہے کہ اس مسلمان کا خاتمہ ایمان پر نہ ہو اور کافر کا ایمان پر ہو جائے۔ تو نتیجے کے لحاظ سے وہ کافر اس مسلمان سے بہتر ہوا۔ حضرت ابوالدرداءؓ راستہ سے گذر رہے تھے۔ کسی نے گالیاں دیں۔ فرمایا یہ لوگ جتنی گالیاں بھی دیں مگر مجھے اس کا فکر نہیں۔ میرے سامنے ایک گھاٹی ہے (جو موت اور حساب وکتاب کی گھاٹی ہے) اگر میں اس سے کامیابی کیساتھ گذر جاؤں۔ تو مجھے ان لوگوں کی گالیوں سے نقصان نہ ہوگا۔ اور اگر ناکام ہوا تو پھر تو میں ان گالیوں سے بھی زیادہ مذمت کا مستحق ہوں۔ تو حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ اعتبار خاتمہ کا ہے۔ مال و دولت یا کسی اور چیز کی وجہ سے اپنے آپ کو بڑا نہ سمجھے۔ قارون نے مال کی وجہ سے چچا زاد بھائی پر بڑائی کی اور انجام یہ کہ سب کچھ سمیت زمین میں دھنس گیا۔ فرعون نے حکومت پر غرور کیا سب کچھ سمیت بحیرۂ قلزم میں غرق ہوا۔ ابلیس غرور نسبی کی وجہ سے دائمی لعنت کا مستحق بنا۔ تو اپنی حقیقت پر سوچنا چاہئے کہ کس چیز سے خدا نے ہمیں پیدا کیا؟ نطفہ سے جو غلیظ پانی ہے۔ پیدائش سے موت تک جسم اور پیٹ میں آلائش گندگی اور خون بھرا رہتا ہے اور موت کے بعد گل سڑ جائیں گے۔ اسیطرح زبان کو جو بہت چلتی ہے غیبت اور گالی گلوچ سے محفوظ رکھو۔ مایلفظ من قول الالدیہ رقیب عتید۔ کوئی بات منہ سے نہیں نکلتی مگر فرشتے اسے لکھ لیتے ہیں جو چھپ کے نہیں بلکہ زبان پر مونڈھوں پر بیٹھے رہتے ہیں۔ پھر اعمال کے لئے الگ اور اقوال کے لئے الگ فرشتے ہیں۔

بدن کی صفائی | آخری چیز یہ کہ بدن کو پاک وصاف رکھو جسم کی صفائی اور طہارت بھی حضورؐ کے دین کی خصوصیت ہے۔ حضرت تھانویؒ نے طہارت بدن کے متعلق ایک عجیب واقعہ لکھا ہے کہ مکہ مکرمہ میں ایک متقی عالم کا انتقال ہوا لوگوں نے دفن کیا اور چونکہ وہاں کی قبور کو کچھ عرصہ بعد کھولا کر دوسرے مردوں کو اسی جگہ دفنایا جاتا ہے۔ تو کچھ عرصہ بعد اس عالم کی قبر جب کھولی گئی تو اس میں سے ایک حسین اور نوجوان عورت کی لاش ظاہر ہوئی اور عورت بھی فرانس کی میم تھی۔ فرانسیسی لباس میں تھی لوگ حیران ہو کر یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ اتفاق سے ایک شخص نے جو حج پر آیا تھا اسے پہچان لیا کہ یہ تو پیرس کی عورت ہے۔ میں نے اس کو اردو زبان سکھائی تھی اور ماں باپ سے چھپ چھپ کر میرے ہاتھ پر اسلام لائی تھی۔ لوگوں کی سمجھ میں یہ بات آگئی کہ خدا نے اس عورت...

کو اسلام کی وجہ سے مکہ مکرمہ پہنچا دیا۔ مگر وہ عالم کہاں گیا۔! ــــــ رفتہ رفتہ بات پھیل گئی اور بیرس میں اس عورت کو جس تابوت میں دفنایا گیا تھا تحقیق کیلئے کھولا گیا تو اس تابوت سے اس متقی عالم کی لاش نکلی۔ لوگوں کی حیرانی اور بڑھ گئی اور اس بزرگ کی بیوی سے اس کے حالات پوچھے گئے۔ تو اس نے جواب دیا کہ مجھے اپنے شوہر میں کوئی ایسی خرابی نظر نہیں آئی سوائے ایک بات کے کہ جب اسے غسلِ جنابت کی ضرورت ہوتی تو اس کی زبان سے نکلتا کہ عیسائیوں کا مذہب اچھا ہے۔ کہ ان کے ہاں غسلِ جنابت نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ اسکی زبان سے ایک کلمۂ کفر نکلا اور کافروں کی کسی ایک چیز کو اسلام پر ترجیح دی اور ایسا انجام ہوا۔ تو آج لوگ انگریزی آداب اور طور طریقوں پہ مر مٹنے والے ہیں اور یورپ کے تمام قوانین اور فیشنوں پر فریفتہ ہیں معلوم نہیں کرنے گوروں کی قبر میں ان کو جگہ ملے گی یہ عالمِ غیب ہے اور کبھی کبھی اللہ تعالیٰ نصیحت کیلئے اسے منکشف کرا دیتا ہے تو اسلام ہمیں ظاہری و باطنی جسم اور روح دونوں کے تزکیہ کی تعلیم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر چلنے اور مضبوطی سے تھامنے اور باقی لوگوں تک پہنچانے کی توفیق دے۔

اخبار کا انتخاب کرتے وقت

آپ کی نظرِ انتخاب

روزنامہ

وفاق

پر ضرور پڑے گی

اس لئے کہ وفاق صحیح معنوں میں ایک آزاد قومی اخبار ہے جو کسی خاص گروہ کا ترجمان ہے اور نہ کسی طبقہ کا حاشیہ بردار ـــــ آپ وفاق میں چھپنے والی ہر سطر پر کامل اعتماد کر سکتے ہیں ـــــ روزنامہ وفاق لاہور، رحیم یار خان اور سرگودہا سے بیک وقت شائع ہوتا ہے۔